خلافتِ حقّہ

از قلم محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ - ربوہ)

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دُوسری قدرت کا مظہر ہوں گے" (الوصیۃ)

الٰہی جلال سے پُر اور خدا تعالےٰ کی مالکانہ شان کے مظہر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ پُرشوکت الفاظ جہاں خلافت کی حقیقت، اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالتے ہیں وہاں اپنے اندر ایک عظیم الشان پیشگوئی بھی رکھتے ہیں۔ کہ خدا کا وہ نُور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دُنیا میں ظاہر ہوا مٹنے نہیں دیا جائے گا۔ اور خدا کا وہ چہرہ جو دُنیا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دیکھا، وہ رُوپوش نہیں ہوگا بلکہ آپ کے بعد اللہ تعالےٰ بعض اور وجود پیدا کریگا جو رِدائے خلافتِ الٰہی اوڑھ کر دُنیا کو اس نُور سے منوّر کرتے رہیں گے اور آسمانی رُوح اپنے اندر رکھنے کی وجہ سے خدا نما بن کر خدا کی بھُولی بھٹکی مخلوق کو اس کے آستانہ تک پہنچاتے رہیں گے اور پیاسی رُوحوں کو دیدارِ الٰہی کے شربت سے سیراب کرتے رہیں گے۔

خلافتِ حقّہ کا یہ سلسلہ جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کا نام دیا ہے دائمی ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں :-

"اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیجدے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت

نہیں بلکہ تمہاری نسبت ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں، قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی"

(الوصیت)

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت دو قسم کی ہے۔ ایک **خلافت نبوت** اور ایک **خلافت علیٰ منہاج نبوت**۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت کاملہ حاصل کر کے اس حقیقی معبود اور ازلی محبوب کے ساتھ ایک پختہ تعلق محبت اور اخلاص کا قائم کرے اور اس کی صفات حسنہ کا عکس اپنے دل میں پیدا کر کے اس کا عبد بن جائے اور اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اس حسن ازل کا چہرہ دیکھ لے اور دوسروں کو دکھا دے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے ایسی سنت جس میں تبدیلی نہیں کہ جب بھی انسان ہدایت سے دور ہو کر گمراہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے اور اپنی پیدائش کے مقصد کو فراموش کر کے جہالت اور تاریکی کی اتھاہ گہرائیوں میں جا گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کے لئے اور اُسے یہ مقصد یاد دلانے کے لئے اپنے خاص بندوں میں سے کسی کو **نبوت** اور **ماموریت** کی خلعت سے سرفراز فرما کر بطور اپنے **خلیفہ** کے دنیا میں بھیجتا ہے تا وہ دنیا میں آکر پھر سے **توحید** کو قائم کرے اور نوع انسان کو نئے سرے سے سچی عبودیت کا سبق سکھا کر آستانہ الوہیت تک پہنچا دے اور تا پھر نئے سرے سے **روحانیت** اور **راستی** اور **نیکی** اور **صلاحیت** کی تخم ریزی ہو۔ یہ خلافت **خلافت نبوت و ماموریت** کہلاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ شخص منتخبی کے انتخاب کو کلیتہً اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور کسی بندے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنے بندوں میں سے کسی کامل انسان کو چن کر اس میں آسمانی روح پھونک دیتا ہے اور اپنے حکم سے اسے اصلاح خلق کے لئے مبعوث فرماتا ہے لیکن چونکہ کسی انسان کے لئے بقا نہیں اور ہر انسان کے لئے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ دائمی طور پر اس دنیا میں رہنا مقدر نہیں اس لئے ہمارے رحیم و رحمن خدا نے جو نہیں چاہتا کہ نبیوں کا لگایا ہوا پودا حوادث کے طوفانوں کی نذر ہو جائے اور نہیں پسند کرتا کہ اس کے نیک بندوں کی محنت ضائع جائے اور ان کا مقصد نا تمام رہے۔ اور جس کا رحم تقاضا کرتا ہے کہ اپنے نبیوں کی لائی ہوئی برکت کو اپنے بندوں پر وسیع کرے ایک اور قسم کی **خلافت کا نظام** جاری فرماتا ہے جسے **خلافت علیٰ منہاج نبوت** کہتے ہیں یعنی ایسی خلافت جو نبوت کا تتمہ اور نبی کی لائی ہوئی برکات کو جاری رکھنے کا موجب ہوتی ہے۔ یہ خلافت بھی اللہ تعالیٰ ہی قائم فرماتا ہے اور خلیفہ بھی خدا ہی بناتا ہے لیکن اس دوسری قسم کی خلافت اور پہلی خلافت میں فرق یہ ہوتا ہے کہ پہلی قسم کی خلافت میں اللہ تعالیٰ کا انتخاب **بلا واسطہ** ہوتا ہے اور اس دوسری

قسم کی خلافت میں جماعت مومنین کے واسطہ سے

اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب **شہادۃ القرآن** میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے حضور فرماتے ہیں۔

"خلیفہ درحقیقت رسُول کا ظل ہوتا ہے۔ اور
چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں
لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود
کو جو تمام دُنیا کے وجُودوں سے اشرف اور
اَولیٰ ہوتے ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا
قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ
نے **خلافت** کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی
زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ
"خلیفہ درحقیقت رسُول کا ظل ہوتا ہے"
صاف طور پر بتاتے ہیں کہ خلافت کو ایک انتظامی عہدہ سمجھنا جیسا کہ بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں صحیح نہیں۔ بلکہ خلافت ایک رُوحانی **نظام** اور **رُوحانی منصب** اور **مقام** ہے جس پر فائز ہونے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں حقیقت اسلام **کامل طور** پر پائی جائے اور ایسا شخص اس رسُول کا جس کا وہ جانشین ہے کامل **متبع** ہو اور اس کے **انوار و کمالات** اور اس کے **رُوحانی** مراتب اور اس کی **اخلاقی بلندی** اور اس کے **فیضِ رُوحانی** کا وارث ہو۔ اس عالی مرتبہ کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی شخص چُنا جاتا ہے جو **صدق و صفا** اور **وفا** اور **محبت و عشقِ الٰہی** اور **فنا فی مرضات اللہ** میں تمام مومنین میں سے اعلیٰ پایہ کا ہوتا ہے۔ اس کے دل میں خدا کی محبت اس حد تک ہوتی ہے کہ وہ غیر اللہ کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اور اس کی محبت اور قرب کے حصول کی خاطر ہر قسم کے جانکاہ زخم برداشت کرنے اور ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ ایک حد درجہ بہادر دل رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے اور کلمۂ اسلام کی مضبوطی کے لئے اس کے سینہ میں جوش ہوتا ہے کہ اس راہ میں وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کیلئے ہر دم بخوشی تیار رہتا ہے بلکہ درحقیقت اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر دیتا ہے خدا تعالیٰ کے سامنے وہ کسی اور کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا اور اس کی مرضی کے مقابل پر کسی دوسرے کی رضاء کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتا۔ غرض وہ حد درجہ منشرح الصدر، صاف دل اور پاکباز انسان ہوتا ہے اور شرک اور ظلم اور بدعت سے وہ بہت دور ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی عظمت کا پیار اور اس کی رضا جوئی کی پیاس اُسے گناہوں سے بچاتی ہے اور وہ نبی متبوع کی اتباع میں ایک نہایت ہی گرم جوش دل رکھتا ہے اور سُنتِ رسُول کا احیاء ہر دم اس کے سامنے رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو جاتا ہے اور خدا کی تائید اور **نصرت** اس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی **دُعاؤں** کو سُنتا ہے اور اس کے کاموں میں **برکت** ڈالتا ہے اور ہر قدم پر اس کا **ناصر** اور مُعین ہوتا ہے۔ پھر مخلوقِ خدا کی **ہمدردی** بھی اس کے سینہ میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے اور نوعِ انسان کی بھلائی کے لئے وہ ہر قسم کی تکلیف سہنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ ان سب کے لئے جن کے لئے وہ امام مقرر کیا جاتا ہے ایک مضبوط قلعہ اور ایک مضبوط ڈھال کی طرح ہوتا ہے کہ ہر خطرہ کے وقت وہ سب سے آگے ہوتا ہے اور ہر تیر کو وہ اپنے سینہ پر لیتا ہے تا کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے ہر شر سے محفوظ رہیں۔ وہ تمام نوع

انسان کے لئے خصوصاً اُن کے لئے جو اس کی اتباع کو اختیار کرتے ہیں ایک باپ کی طرح **شفیق** اور ایک ماں کی طرح **مہربان** ہوتا ہے۔ غرض وہ ہر لحاظ سے **نبیٔ متبوع کا ظلّ** ہوتا ہے اور صفائی قلب اور پاکباطنی اور خدا کی رضاء کی راہوں میں فنار کو قبول کرنا اور ہر حال میں خدا کی رضاء پر راضی ہونا اور ہر وقت اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا نعرہ لگانا جو انبیاء کی صفت ہے اور وہ برکات و انوار اور آثار صدق اور قبولیت کے نشانات جو نبیوں کے وجود میں پائے جاتے ہیں **ظلّی** طور پر یہ تمام اوصاف اُن کے **خلفاء** کو بھی ودیعت کئے جاتے ہیں جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اس مرتبۂ عالی کے محض **قائدانہ صلاحیتوں** اور **انتظامی قابلیتوں** کا پایا جانا کافی نہیں بلکہ سب سے اوّل شرط **برکات و انوارِ نبوت** کا وارث ہونا اور **قلبِ سلیم** کا حصول ہے چنانچہ قرآن کریم میں جہاں سب سے پہلے خلیفہ کا ذکر کیا گیا ہے اور ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے جو اُسکے منصب خلافت کے مستحق ہونے کے خلاف کئے گئے تھے وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا یعنی یہ کہ آدم اس لئے خلافت کا مستحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حدودرجہ **منشرح الصدر** اور **صاف دل** پایا تب اسے اپنے کنارِ عاطفت میں لے کر اللہ تعالیٰ نے اسے تعلیم دی اور شوؤن صفاتِ الٰہیہ کا وہ علم دیا جو دوسروں کو حاصل نہیں تھا اور وہ **معرفت** عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا **کامل خوف** اور **کامل محبت** پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ کامل تقویٰ اور کامل محبت جو گناہوں سے بچنے اور پاک ہونے کے لئے ضروری ہے **کامل علم** اور **کامل معرفت** کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آدم کو اس نے سب **اسماءِ حُسنیٰ** اور صفاتِ الٰہیہ کا علم دیا تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ اس وقت کے تمام انسانوں میں سے سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر اس کی **عظمت** اور **جلال** سے ڈرنے والا اور سب سے بڑھ کر اس کی رضاجوئی کی پیاس رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر **عاشق لوجہ اللہ** تھا۔ غرض عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا کے الفاظ صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ خلافت ایک **رُوحانی نظام** ہے اور اس کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو خدا کی راہوں میں سب سے بڑھ کر **جوانمرد** ہوتا ہے اور توحید حقیقی کا سبق **علمی** اور **عملی** دونوں طور پر خدا سے حاصل کرتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ اس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں اور اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی **ربوبیتِ کاملہ**، اس کا **فیضان رحمت** اور اس کی **مالکانہ شان** کا ظہور ہوتا ہے اور پھر ان الفاظ سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اُسے تمام معاملات میں ایک **گہری نظر** دی جاتی ہے اور وہ اُس **طبیب کامل** کی طرح ماہر ہوتا ہے جو ہر ایک مرض کی حقیقت اور اس کے علاج کو خوب اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور ہر ایک مریض کی نبض دیکھ کر اس کے لئے اس کی طبیعت اور حالات کے موافق نسخہ تجویز کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہاں پر **"اہلِ پیغام"** کے لئے بھی غور کا مقام ہے جو **انجمن** کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا **جانشین** قرار دیتے ہیں۔ کوئی انجمن یا جمہوری نظام **مُصلح من اللہ** ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی انجمن کے سب ممبروں کے لئے ممکن ہے کہ اُن پر صفاتِ الٰہیہ کا **کامل ظہور** ہو اور **شانِ احدیت** پورے زور کے ساتھ اُن پر جلوہ گر ہو اور نہ ہی کوئی انجمن ایک طبیب کامل کی طرح مختلف طبائع کا خیال رکھتے ہوئے ہر انسان کے

لئے اس کے مناسبِ حال ایسا نسخہ تجویز کر سکتی ہے جو کہ اس کی رُوحانی اور اخلاقی بیماریوں کے لئے تیر بہدف ہو۔ اور جس کے نتیجہ میں اُن کے اندر ایک پاک تبدیلی اور ایک پاک انقلاب پیدا ہو جائے اور وہ سلوک کے مراتب اور مدارج کو طے کر کے وہ نئی زندگی حاصل کر سکیں جس کے بغیر انسان شیطان کے پنجے سے چھوٹ نہیں سکتا اور جس کے بغیر کوئی انسان مقبولِ بارگاہِ احدیت نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی انجمن کو یا اس کے ممبروں کو وہ وسیع اور گہری نظر مل سکتی ہے جو ایک رسُول کے جانشین کے لئے ضروری بلکہ لازمی ہے۔ اگر وہ اس مقصد میں کامیاب ہونا چاہتا ہے جس کے لئے اس رسُول کو مبعوث کیا جاتا ہے۔

غرض اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت ایک رُوحانی نظام ہے جس میں ایک شخص جو جماعتِ مومنین میں سے سب سے اَتقیٰ اور ایمان اور اخلاص اور یقین اور عملِ صالح کے لحاظ سے سب سے ارفع ہوتا ہے اس منصب کے لئے چُنا جاتا ہے اور وہ نبی کا ظِل ہونے کی وجہ سے اور اس کے کمالات کا وارث ہونے کی وجہ سے مُطاعِ کُل ہوتا ہے اور باقی مومنین اس کے ہاتھ میں اس طرح بِک جاتے ہیں کہ اس کے ارادہ کے مقابل پر اپنے ارادوں کو ترک کر دیتے ہیں اور اس کی آواز کے مقابل پر اپنی آواز بلند نہیں کرتے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کی صورت میں بھی خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اگرچہ اس کا انتخاب بظاہر مومنین کے واسطہ سے ہوتا ہے لیکن درحقیقت پس پردہ خدا کا ہاتھ کام کر رہا ہوتا ہے۔

اس طرح سے نظامِ خلافت میں جہاں رُوحانی نظام کی ساری خوبیاں جمع ہو جاتی ہیں وہاں پر ظاہری نظاموں میں سے جمہوریت اور شخصی حکومت دونوں نظاموں کی اچھائیاں بھی اس میں آجاتی ہیں اور ان نظاموں کی خرابیوں اور نقائص سے یہ آسمانی نظام محفوظ رہتا ہے۔ خلافت کا ظہور جمہوریت کے اصُول پر انتخاب کے ذریعہ وجود میں آتا ہے لیکن چونکہ خلیفہ خدا تعالیٰ کا جو زمین و آسمان کا مالک اور بادشاہ ہے مقرر کردہ ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اُسے اپنی ملوکیت کے اقتدارِ اعلیٰ سے حصہ دیتا ہے اور اپنی بادشاہت کی چادر اس پر ڈالتا ہے اور وہ ہر حال میں ایک شخصی آمر کی طرح واجب الاطاعت ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ آمریت میں صرف اطاعت کا مطالبہ ہوتا ہے لیکن خلیفہ کی نہ صرف اطاعت فرض ہوتی ہے بلکہ وہ مومنین کی محبت و عقیدت کا بھی مرکز ہوتا ہے اور اس کی اطاعت چونکہ وہ خدا اور اس کے رسُول کی خاطر ہوتی ہے خدا کی محبت اور عنایت اور فضل کو جذب کرنے میں ویسی ہی ممد ہوتی ہے جس طرح رسُول کی اطاعت کیونکہ اس کی اپنی مرضی کوئی نہیں ہوتی بلکہ وہ فنافی الرسول کے مقام پر ہوتا ہے۔ اس لئے مَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ کے مطابق مومنین اس کی اطاعت سے رسُول کی اطاعت کا ثواب حاصل کر لیتے ہیں اور اس طرح سے ایک واجب الاطاعت خلیفہ کی بیعت کی وجہ سے اور اسے اپنی محبت اور عقیدت کا مرکز بنانے کی وجہ سے جماعتِ مومنین بُنیانٌ مرصوص کی طرح ہو جاتی ہے اور ان میں وہ محیّر العقول اور ڈائنمک (DYNAMIC) قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے بغیر کوئی رُوحانی انقلاب ممکن نہیں اور یہی ایک ایسا نظام ہے جس

کے ذریعہ دنیا میں سچی توحید اور خدا کی بادشاہت قائم ہو سکتی ہے دوسری طرف یہ نظام جمہوریت کے سب سے بڑے نقص یعنی پارٹی بازی اور جنبہ داری سے بھی پاک ہوتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں حصولِ اقتدار کی رسّہ کشی شروع ہو جاتی ہے۔

اس قدر بیان کرنے کے بعد میں اب **سورۃ نور** کی اس آیت کو لیتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے **خلافتِ حقّہ** کا وعدہ کیا ہے۔ یہ آیت ایک ایسی پُر نور آیت ہے جو ساری تاریکیوں اور خلافت کے مسئلہ میں پیش آنے والے سارے شکوک و شبہات کو کامل طور پر دُور کر دیتی ہے اور خلافت کی حقیقت، ماہیت، اس کی ضرورت برکات پر ایسی شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالتی ہے کہ اگر ہم اس کے مضمون پر اخلاص کے ساتھ غور کریں اور اس آیت کو ہمیشہ اپنے مدِ نظر رکھیں تو ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں اور وہ **پاک نظام** قائم کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جو قیامت تک ہمارے اور ہماری نسلوں کے لئے بفضل اللہ **شیطانی حملوں** سے محفوظ رہنے اور دین کے جھنڈے کو بلند رکھنے اور رُوحانی اور اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اور جس کے ذریعہ **وہ نئی زمین اور نیا آسمان** قائم کیا جا سکتا ہے جس میں صرف خدا کی حکومت ہوتی ہے اور جہاں عزت و کرامت کی بنیاد صرف اور صرف **تقویٰ** پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنی طاقتوں کو محض للہ طاعات میں صرف کرتے اور عمل صالح بجا لاتے ہیں، وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اُن میں **خلافت** کا نظام جاری فرمائے گا لیکن یہ وعدہ مشروط طور پر ہے یعنی **ایمان** اور **عملِ صالح** کی شرط سے اسے مقید کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم اس برکت کے تبھی اہل بن سکو گے اور خدا کا وعدہ تبھی تمہارے لئے پورا ہوگا جبکہ تمہارے اندر ایمان اور عمل صالح کی صفات پائی جائیں۔ یعنی تمہارے اندر ایسے **پاکباز اولیاء اللہ** ہوں جو خدا تعالیٰ کو ہر چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور ان کے اندر کسی قسم کی مخفی شرک اور ظلم کی نہیں رہتی اور پھر وہ اپنی ساری طاقتوں کو اللہ کی اطاعت میں اس طرح لگا دیں کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ظہور کا آلہ ہیں جن کے ذریعہ افعالِ الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اور ان کا سارا وجود اور سارے قویٰ ایک مصفا آئینہ کی طرح ہو جائیں جن میں صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف تمہاری **ہیئتِ اجتماعی** کی

ترکیب بھی دنیا کی ملونی سے پاک ہو اور تمہارے نظام کی اور تمہارے کاموں کی بنیاد صرف اور صرف **ایمان** اور **عملِ صالح** پر قائم ہوجائے۔ جب تک یہ صفت تم میں قائم رہے گی خدا کا وعدہ ہے کہ وہ تم میں **خلافت** کو قائم رکھے گا۔ پس وہ **خلافتِ حقّہ** جس کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے اور جس کو نہایت اعلیٰ **بابرکت** نظام قرار دیا ہے جس کے ساتھ اسلام کی عظمت اور **خوف** کا **امن** سے بدلنا اور توحید کا قیام وابستہ قرار دیا ہے، ایمان اور عمل صالح کی شرط سے مشروط ہے محض نام کی خلافت نہیں۔ جس طرح **بنُو امیّہ** اور **بنُو عباس** نے اپنے حاکموں کا نام خلیفہ رکھ دیا تو اس سے وہ نظام نظامِ خلافت نہیں بن گیا تھا اور نہ ہی وہ لوگ خدائی وعدوں کے مصداق ہوئے۔ بلکہ اُن کے اس طریق کار سے اور ایک دینی نظام کو دنیاوی شکل دے دینے سے اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور وہ ان حقیقی برکات سے محروم ہوگئے جو خلافت سے وابستہ ہیں۔ پس ہمارے لئے جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم **خلافت** کے نظام کو قیامت تک قائم رکھیں گے، ضروری ہے کہ ہم آیت **استخلاف** کے مفہوم پر غور کریں اور سوچیں کہ اس عہد کے نتیجہ میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس عہد کا مطلب کیا ہے۔ افسوس بہت تھوڑے ہیں جو اس **عہد** پر غور کرتے ہیں اور اس عہد کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں۔ اس عہد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم خلافت کا ظاہری ڈھانچہ قائم رکھیں گے اور انجمن یا کوئی اور نظام اپنے لئے قبول نہیں کریں گے بلکہ جب بھی اس کی ضرورت پیش آئے گی تو ہم ایک شخص کو اپنا مطاع اور خلیفہ چُن کر اس کی بیعت کرلیں گے۔ اگر ہم اس عہد کا صرف اس حد تک مفہوم لیتے ہیں تو ہم ایک ایسا طریق اختیار کرتے ہیں جو خلافت کے متعلق ہمارے **بنیادی عقیدہ** کے خلاف ہے ہمارا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ

خلیفہ خدا بناتا ہے

پس اگر خلیفہ خدا بناتا ہے اور یقیناً خدا ہی بناتا ہے تو اس میں ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہوسکتا۔ پس جب ہم یہ **عہد** کرتے ہیں کہ ہم خلافت کو **قائم** رکھیں گے تو ہمارے مدنظر کبھی بھی بنو امیہ یا بنو عباس کی قائم کردہ خلافت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ وہ **خلافت** ہونی چاہیئے جو **صدیق**رضؓ اور **فاروق**رضؓ کے ذریعہ ظاہر ہوئی اور یہ خلافت **خدا** کی طرف سے قائم ہوتی ہے اور خدائی وعدوں کے مطابق ہوا کرتی ہے اور اس میں **انسانی ہاتھ** کا دخل نہیں ہوتا۔ پس جب ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم خلافت کو قائم رکھیں گے تو ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اُن **شرائط** کو پورا کریں گے جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے۔ ہم اپنے آپ کو اہل بنائیں گے کہ خدائی وعدوں کا ظہور ہمارے ذریعہ ہوتا رہے یا دوسرے لفظوں میں ہم اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم ایمان اور عمل صالح پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے ہم اخلاص اور محبتِ الٰہی پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے۔ ہم قرآن کی عظمت اور رسُول کے عشق پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے۔ ہم صدق وصفا اور وفا اور استقامت اور تقویٰ اور راستی اور مروت اور شفقت علیٰ خلق اللہ پر اپنے نظام کی بنیاد رکھیں گے اور سعادتِ تامہ کے سارے مدارج کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ دنیا کی ملونی اور نفسانیت اور جنبہ داری اور ظُلم سے اپنے نظام کو پاک رکھیں گے اور اس طرح سے بفضلِ ایزدی اپنے آپ کو اس قابل بنائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس

وعدہ کے مطابق جو اس نے سورۃ نور میں کیا ہے ہمارے اندر خلافت کا پاک نظام قائم رکھے اور انوار و برکاتِ خلافت سے ہمیں متمتع کرتا رہے۔ پس یہ ہے مطلب ہمارے عہد کا اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم تم سے خلافت کے بابرکت نظام کے قیام کا وعدہ کرتے ہیں مگر اس کے لئے تمہیں محنت اور کوشش اور جگرکاری اور قربانی اور اخلاص کا اعلےٰ معیار پیش کرکے اور ایمان اور عمل صالح پر قائم ہو کر اپنے آپ کو اس وعدہ کا اہل ثابت کرنا ہوگا یہ بہت بڑی نعمت ہے جس کا ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں اور چونکہ یہ بڑی نعمت ہے اس لئے اس کے حصول کے لئے تمہیں بڑی قربانی دینی ہوگی اور ایمان اور عملِ صالح میں بلند مقام حاصل کرنا ہوگا۔

پھر ان الفاظ میں کہ وعد اللہ اور لیستخلفنّھم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اس کی تائید و نصرت بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی کے سپرد کوئی کام کرتا ہے تو پھر اس کی مدد بھی فرماتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے خلافت حقہ کی ایک بہت بڑی پہچان اور خلافت کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت یہ بیان فرمائی کہ خلیفہ مؤید من اللہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات میں بھی اشارہ ہے چنانچہ سورۃ انفال میں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت میں غارِ ثور میں پناہ لینے اور حضرت ابوبکرؓ کے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خطرہ میں دیکھ کر گھبرا جانے کا ذکر ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ حضرت ابوبکرؓ کو یہ خوشخبری سُنائی ہے کہ

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

تُو غم نہ کر اور میری وجہ سے فکرمند نہ ہو۔ میرا خدا میرے ساتھ ہے اور وہ میری حفاظت کرے گا اور صرف میری ہی نہیں، میری اتباع اور میرے رنگ میں رنگین ہونے اور مجھ سے ہم مقصد ہونے کی وجہ سے تجھے بھی اللہ تعالےٰ کی نُصرت اور معیّت حاصل ہوگی۔ یہ الفاظ صرف غار ثور ہی میں حفاظت کا وعدہ نہیں دیتے بلکہ ایک زبردست پیشگوئی اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جس طرح دورِ رسالت میں اور آنجناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اسلام کو بڑے سخت خطرات کا سامنا کرنا پڑا اور آخرکار اللہ تعالےٰ کی نصرت اور معیت کے نتیجہ میں اسلام کو فتح ہوئی، دورِ خلافت میں بھی جس کے سب سے پہلے فرد حضرت ابوبکرؓ تھے، اسی قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسلام کے لئے اسی قسم کا خطرہ پیدا ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس وقت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوگا اور اس کی ہمّت بندھائے گا۔ اور اس کے عزم کو مضبوط کرے گا اور حق کی تائید میں ایسا مضبوط دل دے گا جو کسی خطرہ سے نہیں گھبراتا اور خدا کی تائید اور نُصرت اور معیّت حضرت ابوبکرؓ کے شامل حال ہوگی اور اسی طرح سے ان خلفاء کے بھی جو حضرت ابوبکرؓ کے بعد اُن کے طریق پر اس اُمّت میں خدا تعالےٰ کی طرف سے مقرر کئے جائیں گے ان الفاظ میں جو کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ کیوں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ یا یُوں کہو کہ دورِ خلافت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی معیّت اور نُصرت شامل حال ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و

اپنی وفنسی ورُوحی کی محبت میں فنا رکا مقام حاصل کر لیا تھا۔ اور آپ کے مقاصد کی خاطر اپنے مقاصد اور آپ کی مرادوں کے لئے اپنی مرادوں کو بالکل ترک کر دیا تھا اس لئے خدا کی نصرت کا وہ ہاتھ جو اپنے حبیبؐ کی نصرت کے لئے بڑھا اس نے ابوبکرؓ کو بھی اپنی حفاظت اور امان میں لے لیا کیونکہ ابوبکرؓ اپنے آقا سے الگ نہ تھا۔ سلسلہ خلافت حقہ میں اصل راز اور اس کی اصل حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ اپنے متبوع کا اس طرح سے ہم مقصد اور ہم آہنگ ہو جاتا ہے کہ جس طرح سایہ اپنے اصل سے جدا نہیں ہوتا وہ بھی اپنے آقا سے الگ نہیں ہوتا۔

تاریخ میں آتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو حضرت علیؓ آپ کے گھر تشریف لائے اور آپ کی مغفرت کی دعا کے بعد کہا کہ "لوگو! میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے بارہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا ہے کہ میری اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی یہ رائے ہے، میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اس بات پر ایمان لاتے ہیں، میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یوں کیا۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ فلاں جگہ گئے" گویا ابوبکرؓ اور عمرؓ گیا تھے، خدا کے رسول کے سائے تھے جو اس سے کبھی جدا نہ ہوتے تھے یا وہ معقبات تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے مشن کی حفاظت کے لئے مقرر کر رکھے تھے۔

پھر بقیہ حصہ اس آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ خلافت اسی کے مطابق ہو گی جو پہلی امتوں میں خلافت قائم کی گئی یعنی اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اس امت کو ان نعمتوں اور برکتوں کا وارث کرنا چاہتا ہے جو پہلی امتوں کو حاصل ہوئیں۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ... خلافت کے نظام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تمہارے دین کو جسے اس نے تمہارے لئے پسند کیا ہے تمکنت اور شوکت عطا فرمائے گا اور اس ذریعہ سے اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر ہوتا رہے گا۔ کسی دین کے غلبہ اور اس کی صداقت کے ثبوت کے لئے سب سے زبردست دلیل وہ آسمانی نشان ہوتے ہیں کہ جو اس دین کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ خلافت کے ذریعہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات تمہیں دکھائے جائیں گے اور اس طرح سے اسلام کے دشمنوں پر حجت قائم ہوتی رہے گی۔ اور اسلام کا غلبہ اور اس کی صداقت ثابت ہوتی رہے گی غرض ان الفاظ میں خلافت حقہ کی ضرورت کو زبردست الفاظ میں ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ دین کے غلبہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہی ذریعہ مقرر کیا ہے کہ مومنوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے۔

یہ بھی یاد رہے کہ انسان کی ضرورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک قومی اور ایک فردی۔ اور یہ پھر آگے دو قسم میں منقسم ہوتی ہیں۔ ایک رُوحانی اور دوسری ظاہری۔ ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے قومی اور فردی دونوں قسم کی رُوحانی ضرورتوں کے پورا کیا جانے کا ذریعہ خلافت کو قرار دیا ہے اور وعدہ فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ ایمان اور عمل صالح کے طریق پر مضبوطی سے گامزن رہو گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں خلافت کو قائم فرمائیں گے جس کے نتیجہ میں تم قومی طور پر بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گے اور فردی طور پر بھی خلافت کی برکت سے تمہارے ایمان مضبوط ہو کر اور یقین کامل حاصل ہو کر تمہیں وہ آسمانی تسلی اور وہ اطمینانِ قلب حاصل ہو جائے گا جو کہ نجات کے لئے ضروری ہے اور تمہارا ایمان کا

دعویٰ محض دعویٰ ہی نہیں رہے گا بلکہ خلیفہ کی **قوتِ قدسیہ** اور اس کے **جذبِ رُوحانی** اور اس بابرکت **نظام** کے ذریعہ تمہارے اندر دینداری کی رُوح پھونکی جائے گی اور تم نیکی اور تقوےٰ میں بلند مقام حاصل کرو گے۔ یہ تو فردی ضرورت ہے جو خلافت کے ذریعہ پوری ہوتی ہے کہ خدا کی راہ کے **سالک** کو ایک ایسا **پیرِ کامل** اور ایسا **مُرشد** مل جاتا ہے جو اس راہ کا پورا واقف ہوتا ہے اور جس کے **افاضۂ رُوحانی** کے نتیجہ میں انسان کی رُوحانی پیاس دور ہوتی ہے اور جس کی **صُحبت** دل کے زنگ دُور کرنے اور ایمان میں ترقی کرنے کا باعث ہوتی ہے لیکن اس کے مقابل پر قومی مقصد بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت کا مقصد یہ ہے کہ تا اسلام کو دوبارہ وہی **شوکت** اور **عظمت** حاصل ہو جائے جو بعثتِ اولیٰ میں حاصل ہوئی تھی اور تثلیث پرستی اور شرک کی لعنت سے نوعِ انسان نجات پائے اور سچے خدا کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ تا کہ سب انسانوں کو **توحید** کی طرف بلاؤں اور **دینِ واحد** پر اکٹھا کروں۔ یہ میرا مقصد ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا پس چاہیئے کہ تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ یہ ہے **ہمارا مقصد** کہ ہم نے اسلام کی صداقت کو ثابت کرنا ہے اور روئے زمین کے چپہ چپہ پر **محمد عربی** صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کا جھنڈا گاڑنا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا تو خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ مقصد پورا ہوگا۔ تمہارا دین **تمکنت** حاصل کرے گا۔ اور تم اسلام کو غالب آتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔

خلافت کے ذریعہ دین کی تمکنت کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ جب غیر مبائعین حضرات نے خلافت کا انکار کیا تو انہیں اپنے دوسرے عقائد میں بھی تبدیلی کرنی پڑی اور **مداہنت** کا طریق اختیار کرنا پڑا۔ جن لوگوں پر ابھی تک خلافت کی **اہمیت** واضح نہیں میں ان سے کہتا ہوں کہ جاؤ اور جا کر اہلِ پیغام کے اکابرین کے گھروں کو دیکھو۔ تمہارے لئے خدا نے وہاں **عبرت** کا سامان پیدا کر رکھا ہے تم اُن گھروں کو رُوحانی لحاظ سے **ماتمکدے** پاؤ گے۔ تم اُن گھروں کو **قبروں** کی طرح پاؤ گے کیونکہ وہاں دینداری کے چرچے اور خدا کے قرب کے حصول کی باتیں نہیں ہوتیں اِلّا ماشاء اللہ سوائے چند استثنائی صورتوں کے سب اکابرین اہلِ پیغام کا یہی حال ہے کہ ان کے گھروں سے احمدیت لٹ چکی ہے۔ پس میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ جاؤ اور ان کے گھروں کو دیکھو اور ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور پھر ہمارے پاس آؤ جو **وابستگانِ خلافت** ہیں۔ تم خدا کے فضل کو ہمارے شاملِ حال پاؤ گے اور اس کی عنایت کی نظر ہم پر دیکھو گے۔ اللہ اور اس کے رسُول کی محبت میں، معرفتِ الٰہی میں، دینِ اسلام کی ہمدردی میں، قرآنی علوم و معارف میں، قبولیتِ دُعا میں، **غرض** کسی بات میں جو مومنوں کی صفتِ خاص اور ایمان کے ثمرات میں سے ہے، ہمارا اور ان کا **مقابلہ** کر کے دیکھ لو۔ پتہ لگ جائے گا کہ خدا کس کے ساتھ ہے اور اس کی معیّت و نُصرت کسے حاصل ہے۔ آیا اُن کے ساتھ جو خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہے یا جنہوں نے **اِباء و استکبار** سے کام لیا اور خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی اطاعت کے بجائے تیلو

نہ ہوتے ؟

پھر اللہ تعالیٰ اس آیت میں خلافت کی **برکات** کے ضمن میں فرماتا ہے کہ

ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً

یعنی اللہ تعالیٰ نظامِ خلافت کے مومنوں کے **خوف کو امن** سے بدل دے گا۔

انسان کی اہم ترین اور **بنیادی** ضرورتوں میں سے ایک اہم ضرورت *Sense of Security* یا **احساسِ تحفظ** کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں انسان کے اسی **فطری** تقاضا کی طرف اشارہ کیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہاری یہ ضرورت بھی بدرجۂ اتم پوری کی جائے گی۔ **امن** جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں وعدہ کیا ہے یا تو **قومی** ہوتا ہے یا **فردی**۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی وفات پر مسلمانوں کے لئے قومی طور پر خوف کا وقت آیا اور بادیہ نشین اسلام سے منحرف ہو گئے اور قریب تھا کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جاتا اور ان کی قومی زندگی کا نام و نشان مٹ جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے **وعدہ** کے مطابق اپنی **قدرت** کا ہاتھ دکھایا اور حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ اس گرتی ہوئی عمارت کو پھر مضبوطی سے قائم کر دیا اور مسلمانوں کے **خوف** کو **امن** سے بدل دیا۔ یہ ایک نہایت ہی ایمان افروز اور محیر العقول واقعہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو سب سے زیادہ **نرم دل** اور **رقیق القلب** سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا مضبوط **عزم** اور ایسا **آہنی ارادہ** اور اس قسم کی **استقامت** اور **ثباتِ قدم** عطا فرمایا کہ اس خوف کے وقت میں اور اس شدید زلزلہ کے زمانہ میں جس نے مسلمانوں کے وجود کو بنیادوں تک ہلا دیا تھا اور اسلام پر ایک ایسی آفت آئی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اب اسلام دُنیا سے نابود ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ ہی ایک ایسے شخص تھے جن پر کسی خوف کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور جن کے پائے ثبات میں ذرہ بھی لغزش پیدا نہیں ہوئی اور جن کے اطمینان اور یقین میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔ بلکہ اس وقت جو کمزور سمجھا جاتا تھا خدا کے فضل سے دوسروں کو سہارا دینے والا ثابت ہوا۔ یہ نہایت واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ **خدا حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ تھا** اور اس کی معیت جس کا غار ثور میں وعدہ دیا گیا تھا آپ کو حاصل تھی۔

دوسری قسم کا خوف جو انسان کو لاحق ہوتا ہے وہ **فردی رُوحانی خوف** ہے۔ یعنی وہ انسان جو سلوک کی راہ میں قدم رکھتا ہے اس راہ کی مشکلات کو دیکھ کر اور اپنے نفس کو کمزور پا کر ڈر جاتا ہے اور اس پر خوف طاری ہو جاتا ہے کہ یہ پُرخطر راہ کس طرح طے ہو گی اور شیطانی حملوں اور نفسانی وساوس سے بچنے کی کیا صورت ہو گی کہ اس وقت اسے ایک ایسے **عارفِ کامل** کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اس راہ سے واقف ہو اور اس کے **خطرات** سے پوری طرح آگاہ ہو تا کہ وہ اس کا **ہادی** بن کر اُسے تسلّی دے اور اس پُرخطر راہ سے اُسے **صحیح و سلامت دارالسلام** تک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ پُرخطر سفر بآسانی طے ہو جائے گا اور آخرکار تم خدا کے قُرب کے **دارالامان** میں داخل ہو جاؤ گے

پھر تیسری قسم کا خوف **فردی ظاہری خوف** ہوتا ہے یعنی انسان ڈرتا ہے کہ کہیں اس سے طاقتور افراد اس کا حق نہ مار لیں اور اسے کمزور سمجھ کر اسے اس کے حق سے محروم

نہ کر دیا جائے اور اُسے اس بات کا خدشہ ہوتا ہے کہ نہ معلوم اس سے انصاف ہوگا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خلافت کے ذریعہ تمہارا یہ خوف بھی دُور کیا جائے گا جس طرح سے حضرت ابوبکرؓ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی فرمایا کہ

لوگو! تم میں سے جو کمزور ہیں وہ میرے نزدیک طاقتور ہوں گے جب تک میں ان کا حق انہیں نہ دلا دُوں اور تم میں سے جو طاقتور ہیں وہ میری نظر میں کمزور ہوں گے جب تک وہ اُن حقوق کو ادا نہ کر دیں جو اُن کے ذمہ ہیں۔

یہ بات **خلافت** کے سوا کسی اور نظام میں نہیں ہو سکتی اس لئے کہ اول تو خلیفہ رسُول کا ظل ہوتا ہے اور اس کے دل میں ہر انسان کی ہمدردی اور خصوصاً غریبوں اور کمزوروں کی ہمدردی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہوتی ہے اور مظلوم کیلئے اس کے دل میں انتہائی **شفقت** اور **رحم** کا جذبہ ہوتا ہے۔ دوسرے اس کے لئے کسی کی طرفداری کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اس لئے کہ دوسرے نظاموں میں چونکہ حاکمیت جمہور سے ملتی ہے اس لئے ایسے شخص کو دوسروں کو خوش کرنے کے لئے بھی بعض اوقات جنبہ داری سے کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن چونکہ خلیفہ کے **اختیارات** آسمان سے آتے ہیں اور وہ صفات الٰہیہ کا **مظہر** ہوتا ہے اس لئے اُسے کسی کی بے جا طرفداری کرنے یا استمالت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہ **خدا** کا **مقرر کردہ** ہوتا ہے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوتی کہ اُسے اس کے منصب سے ہٹا سکے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ کی نصرت کے ہاتھ کو اس سے روک سکے۔ اس لئے اس کے لئے **ظلم** اور **جنبہ داری** کی کوئی عقلی وجہ نہیں ہوتی اور پھر چونکہ وہ رُوحانی اور اخلاقی لحاظ سے بھی انتہائی اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اس لئے ہر انسان کو جو اس کے ماتحت ہوتا ہے۔ یہ وثوق اور یہ تسلی ہوتی ہے کہ ہمارے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

ہماری جماعت کے لوگ اپنے دلوں میں سوچیں کہ کیا یہ حقیقت ہے یا نہیں کہ جو تسلی اُن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فیصلوں سے ہوتی ہے وہ انجمن یا کسی دوسرے شخص کے فیصلہ سے نہیں ہو سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودہ بیماری میں ہمارے لئے بہت سے ابتلاء ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ سبق بھی بڑی اچھی طرح سے پڑھا دیا ہے کہ انجمن یا ادارے خواہ کتنے ہی نیک اور اعلیٰ صفات کے مالک لوگوں پر مشتمل ہوں وہ خلافت کی **برکات** کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایک فردِ جماعت کو جو **تسلی** اور **اطمینان** اور بھروسہ اس وجہ سے حاصل ہوتا ہے کہ ہمارا ایک **امام** ہے۔ جو ہمارے لئے ماں باپ کے طور پر ہے یہ تسلی اور اطمینان کوئی انجمن نہیں دلا سکتی اتنا بڑا سبق سیکھنے کے بعد بھی اگر ہمارے دلوں میں **خلافت** کی قدر نہ پیدا ہو تو ہم پر افسوس ہے۔

پھر آگے فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیں گے۔ یعنی خلافت کے ذریعہ **کامل توحید** قائم ہوگی اور خلیفہ رسُول کے ظل کے طور پر آسمانی نشانوں کے ظہور کا ذریعہ ہو کر توحیدِ کامل کا نقش انسانوں کے سینوں میں قائم کرنے کا موجب ہوگا

وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ان **فضلوں** کا مشاہدہ کرے اور ایک خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بعد اور ان خدائی وعدوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد پھر بغاوت کا طریق اختیار کرے گا تو وہ **فاسق** ہوگا اور اس کی جنگ اس خلیفہ کے ساتھ نہیں بلکہ اس خدا کے ساتھ ہوگی جس نے اُسے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ شیطان بہت سے دماغوں میں جن کے اندر **اباء و استکبار** ہوتا ہے۔ یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ جب خلیفہ ہم نے منتخب کیا ہے تو ہم اسے ہٹا بھی سکتے ہیں اور معزول بھی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں **اس وسوسہ** کا بھی کھول کر جواب دے دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ **خلیفہ خدا بناتا ہے** اور **خدا کا ہاتھ** اس کے سر پر ہوتا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کو **معزول** کرنے کا خیال بھی اپنے دل میں لائے؟ کیا ذلیل انسان خدا وغیرہ سے **جنگ** کرے گا یا ایک حقیر کیڑا اپنے خالق و مالک کے **مقابل کھڑا** ہوگا۔ پس فرمایا

ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔

کہ جب ایک شخص خلافت کے منصب کے لئے چُن لیا جائے اور اللہ تعالیٰ اس کی تائید کر کے اور اس کے ذریعہ دین کو **تمکنت** اور **غلبہ** بخش کر اور مومنوں کے خوف کو امن سے بدل کر یہ دکھا دے کہ خدا اس کے ساتھ ہے۔ پھر ایسے شخص کا مقابلہ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے اور فاسقوں میں شامل ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ فاسق قوم کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔

مختصر یہ کہ وہ خلافت جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے **نبوت کا تتمہ** اور اس کی برکات اور اس کے انوار کو وسیع تر کرنے کا ایک آسمانی ذریعہ ہے جس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان سب برکتوں سے حصہ دیتا ہے جو نبی کے وقت سے خاص ہوتی ہیں اور خلیفہ کی اطاعت میں اور اس کی پیروی میں انسان کو رسُول کی اطاعت اور اس کی پیروی کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ خلیفہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ دین کو **غلبہ** بخشتا ہے اور مومنوں کے خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔ وہ چونکہ خدا کی ذات میں **فنا** اور اس کی محبت میں اپنی ذات سے گزر جاتا ہے اس لئے خدا کی **تجلیات** اس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنی چمکار دکھاتا ہے اور خدا کی توحید اس کے ذریعہ قائم ہوتی ہے اور دنیا میں **نیکی** اور **راستی** اور **عبادت** اور **ذکرِ الٰہی** قائم ہو جاتے ہیں اور **نظامِ زکوٰۃ** بھی اس کے ذریعہ سے قائم ہوتا ہے کیونکہ اس کا طریق نوعِ انسان کے لئے **کامل ہمدردی** ہوتا ہے اور وہ **عدل و انصاف** اور **مروت** کے طریقوں پر چلنے والا اور خدا کی مخلوق پر انتہائی **شفیق** ہوتا ہے کتنا بابرکت ہے یہ نظام اور کتنے **خوش قسمت** ہیں ہم لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس **آسمانی نظام** سے وابستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس کے احسانوں کے شکر گزار ہوں تا وہ ہم پر اور بھی **فضل** کرے اور اس کی **رحمت** کا سایہ دائمی طور پر ہمارے سروں پر قائم رہے۔ آمین۔